اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق

(تحریر: ابواُمامہ نوید احمد بشار، مدرس جامعہ علوم اُثریہ جہلم)

نمازِ ظہر کا امام مسجد نے سلام پھیرا، سخت پریشان حال ایک شخص امام صاحب کی طرف بڑھنے لگا، یہ میرا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے، میں پہلی صف میں امام کے قریب ہی بیٹھا تھا، میں نے اس شخص کو مسجد کے اندر پہلی مرتبہ دیکھا تھا، کوئی اجنبی دکھائی دے رہا تھا، امام کے قریب آ کر کہنے لگا:

''قاری صاحب! میری ماں کی حالت بہت خراب ہے، آپ اس کی صحت کے لیے دُعا کریں۔''

امام مسجد نے ہاتھ اُٹھا لیے، نمازی بھی ساتھ دُعا کرنے لگے۔ رسمی انداز میں دُعا ہو رہی تھی۔ میں اُس وقت نماز کے اذکار میں مصروف تھا۔ میں نے نمازیوں کی طرف نگاہ اُٹھائی، جنہوں نے دُعا کے لیے ہاتھ تو اُٹھا رکھے تھے، مگر نگاہیں مسجد کے چاروں طرف گھوم رہی تھیں، ایسی ہی حالت اُس دُعا کروانے والے شخص کی تھی۔ کم از کم الفاظ میں اتنی بات ضرور کہہ سکتا ہوں۔ خشوع وخضوع جو کہ دُعا کے خاص آداب میں شامل ہے، اس سے یہ دُعا خالی تھی۔ واضح لفظوں میں بات کہوں تو صورت حال یہ تھی کہ اکثر بندوں کا دُعا کی طرف دھیان نہیں تھا، بس رسمی انداز میں ہاتھ اُٹھا رکھے تھے۔ امام صاحب کی آواز میں بھی کوئی خاص عاجزی کا پہلو نہیں تھا۔ مختصر سی دُعا کے بعد سب نے ہاتھ چہروں پر پھیر لیے۔ میں سنتیں پڑھنے کے لیے اُٹھا۔ اچانک میری نگاہ پڑی کہ جس بندے نے دُعا کروائی تھی، وہ جوتے پہن کر مسجد سے باہر جا رہا تھا، وہ سمجھ رہا تھا کہ میں نے ماں کی مُمتا کا حق ادا کر دیا ہے۔ مگر مجھے اس پر سخت غصہ آ رہا تھا، مجھے اس کا یہ انداز بالکل اچھا نہیں لگا، ہم اسلامی تعلیمات سے کتنے دور ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی نہیں آتا، ہماری دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں، کیونکہ ہم دُعا کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے۔ جس کا دُعا میں دھیان ہی نہ ہو، دل سے التجا نہ نکلے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کیونکر قبولیت کی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔

قارئین کرام! اوپر میں نے ایک شخص کا واقعہ ذکر کیا ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر بندوں کی حالت ایسی ہی ہے، اب میں عرض کرتا ہوں کہ اس شخص کو کیا کرنا چاہیے تھا، جو کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا۔ وہ آدمی مسجد میں آ کر نماز پڑھتا، بعد میں دو رکعتیں نفل اپنی حاجت اور پریشانی کے لیے پڑھتا، مسجد کے کسی کونے

میں بیٹھ جاتا، یا مسجد کے محراب میں آجاتا، قبلہ رُخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اُٹھالیتا، دُعا میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور ستائش کے طور پر سب سے پہلے سورت فاتحہ پڑھتا، بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر وہ درود پڑھتا، جسے ''درودِ ابراہیمی'' کہا جاتا ہے۔ اب سب سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا، کوئی کتنا بھی گناہ گار ہو، اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اُٹھانے سے شرمائے نہیں....وہ زمین و آسمان کا مالک آپ کو اپنے دَر سے دھتکارے گا نہیں....اگر پہلے نمازی نہیں تھا، کوئی بات نہیں....آج پچاس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اُٹھالیے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے بندہ آنسو بہانے کی کوشش کرے، اگر آنسو نہیں نکلتے تو رونے والا چہرہ بنالے۔ دل کھول کر اپنے رب سے کہہ دے: میرے مولا! آج پچاس سال کی سرکشی لے کر تیرے سامنے بیٹھ گیا ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں، جس سے میں نے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کیا ہو، مگر آج تیرے سامنے آگیا ہوں، میں ہار گیا ہوں، اپنی بے بسی کا اعتراف کر رہا ہوں، اگر تُو نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں مارا جاؤں گا، مجھے تیرے عذاب سے کوئی بچا نہیں پائے گا، میں سیاہ کار ہوں، گناہ گار ہوں، مگر تیری رحمت کا طلب گار ہوں، تُو 'اَلْغَفُوْر' ہے، 'اَلرَّحِیْم' ہے، 'اَلْکَرِیْم' ہے، 'اَلْمَنَّان' ہے، 'اَلْحَنَّان' ہے، تجھے تیری صفات کا واسطہ، میرے گناہ بخش دے۔

اے اللہ! میری ماں بیمار ہے، میں تجھ سے اس کی صحت کے لیے التجا کرتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی اسے تندرستی سے نہیں نواز سکتا، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی بھی اس بات پر قدرت نہیں رکھتا، مجھے یقین کامل ہے کہ تُو مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا، کیونکہ تُو میرا ربّ ہے، میں تیرا بے بس اور عاجز بندہ ہوں اور تُو اپنے بندوں پر خوب رحم کرنے والا ہے۔

قارئین کرام! یقیناً دُعا کا یہ دوسرا انداز اسلام کے مزاج کے عین مطابق ہے، البتہ اس بارے میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دُعا کروانا بالکل درست اور جائز عمل ہے، لیکن بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان بہت دوری ڈال رکھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہر آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کر سکتا، بلکہ اولیاء اللہ کو ہی یہ حق حاصل ہے، یہ ساری دکان داری بعض ظالموں نے اولیاء اللہ کی آڑ میں چلا رکھی ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی ہرگز یہ تعلیمات نہیں تھیں، ذرا غور کریں، پہلے تین سو سال کا جو زمانہ تھا، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیر القرون'' کی سند سے ہم کنار فرمایا ہے، جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور

تبع تابعین اعلام رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں، کیا اُس دور میں لوگوں نے اس طرح ڈیرے بنا رکھے تھے، دکانیں چمکا رکھی تھیں، حضرات! اگر اس کام میں ذرا بھی خیر و بھلائی کا پہلو ہوتا تو وہ ضرور اس میں شریک ہوتے، کیونکہ وہ ہر خیر و بھلائی میں ہم سے آگے تھے، آگے ہیں اور آگے رہیں گے، بلکہ اُن کا پیغام یہی تھا کہ عالم و جاہل، امیر و غریب اور مرد و زن کو بلا امتیاز اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیے، جو ربّ تعالیٰ انسان کی شاہ رَگ سے زیادہ قریب ہے، اس ذات کو چھوڑ کر کسی اور دَر پر جانا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے سے بہت محبت کرتا ہے جو اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، نیز وہ اپنے بندوں کی لغزشوں سے بہت زیادہ درگزر کرنے والا ہے۔ بندگانِ خدا کے لیے رحمت کا سمندر ہر وقت بہتا رہا ہے، اسی حوالے سے چند احادیث ملاحظہ ہوں:

1 سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تکلیف دہ بات سن کر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی صبر کرنے والا نہیں، (باوجود اس کے) لوگ اس کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن وہ پھر بھی ان سے درگزر کرتا ہے اور انہیں رزق بہم پہنچاتا ہے۔'' [صحیح البخاری: 7378، صحیح مسلم: 2804]

2 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر رات جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو ہمارا رب تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور پوچھتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دُعا کرے، میں اس کی دُعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے، میں اسے عطا کروں اور کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اسے بخش دوں۔'' [صحیح البخاری: 7494، صحیح مسلم: 758]

3 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا ربّ دو آدمیوں پر بہت خوش ہوتا ہے، ایک وہ شخص جو اپنے نرم و گرم بستر، اپنے چہیتوں اور اہل و عیال میں سے اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔ اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کی طرف تو دیکھو، وہ میرے ہاں موجود اجر و ثواب کی رغبت اور میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے اپنے نرم و گرم بستر، اپنے چہیتوں اور اہل و عیال کو چھوڑ کر نماز کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے، دوسرا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ سے پیچھے ہٹ جاتا ہے، لیکن پھر یہ جان کر کہ پیچھے ہٹنے پر اُسے کیا گناہ ملے گا اور پیش قدمی میں اُسے کتنا ثواب ملے گا، واپس میدان جنگ میں پلٹ کر آتا ہے حتیٰ کہ اسے شہید کر دیا جاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کی طرف تو دیکھو کہ وہ مجھ سے ملنے والے اجر و ثواب کی رغبت اور میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے

واپس پلٹ کر آیا حتیٰ کہ اسے شہید کر دیا گیا۔" [شرح السنۃ للبغوی:930، وسندہٗ صحیح]

4 سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے، اسے تمہارے مابین بھی حرام کیا ہے، تم باہم ظلم نہ کرو، میرے بندو! تم سب بھوکے تھے بجز اس کے جسے میں کھلاؤں، تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھلاؤں گا، میرے بندو! تم سب لباس کے بغیر تھے بجز اس کے جسے میں لباس عطا کروں، تم مجھ سے لباس طلب کرو، میں تمہیں لباس عطا کروں گا، میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو، سارے گناہ میں معاف کرتا ہوں، تم مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا، میرے بندو! اگر تم مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو تم نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم مجھے فائدہ پہنچانا چاہو تو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ میرے بندو! اگر تم سب جن وانس اُس شخص کی طرح ہو جاؤ جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا، میرے بندو! اگر تم سب جن وانس اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو تم میں سب سے زیادہ فاجر و گناہ گار ہے تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا کمی نہیں ہوگی، میرے بندو! اگر تم سب جن وانس ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کرو اور میں ہر انسان کی مراد پوری کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں صرف اتنی سی کمی آئے گی جیسے سمندر میں سوئی ڈال کر نکال لینے سے سمندر میں کمی آتی ہے، میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں نے محفوظ و شمار کر رکھا ہے، پھر میں (روز قیامت) انہی کے مطابق پورا پورا بدلہ دوں گا، جو شخص خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور چیز پائے تو پھر وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔" [صحیح مسلم:2577]

5 سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور وہ دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کر لے، سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہو جانے تک (یعنی روز قیامت تک) یہ سلسلہ جاری رہے گا۔" [صحیح مسلم:2759]

6 سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اپنے بندے کی توبہ سے، جب وہ اس کے حضور توبہ کرتا ہے، اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس کی سواری کسی جنگل بیابان میں اس سے دور

بھاگ گئی ہو، جب کہ اس کے کھانے پینے کا سامان بھی اُسی پر تھا اور وہ سواری سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے لیٹ گیا، کیوں کہ وہ اپنی سواری سے مایوس ہو چکا تھا، وہ اسی پریشانی میں تھا، اچانک دیکھتا ہے کہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے، اس نے اس کی مہار تھامی، پھر شدت فرحت سے بول اُٹھا: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، حالانکہ اس شدت فرحت کی وجہ سے وہ غلط کہہ بیٹھا ہے۔'' [صحیح مسلم: 2747]

7 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' بندہ گناہ کرتا ہے تو کہتا ہے: رب جی! میں گناہ کر بیٹھا ہوں، تُو اسے بخش دے تو اس کا رب فرماتا ہے: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے؟ جو گناہ بخشتا ہے اور اس کی وجہ سے مواخذہ بھی کر سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جب تک اللہ چاہتا ہے وہ شخص گناہ سے باز رہتا ہے لیکن پھر گناہ کر لیتا ہے اور کہتا ہے: رب جی! میں گناہ کر بیٹھا ہوں، اسے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخش سکتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جب تک اللہ چاہتا ہے وہ باز رہتا ہے لیکن پھر گناہ کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے: رب جی! میں پھر گناہ کر بیٹھا ہوں مجھے معاف فرما دے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، وہ جو چاہے سو کرے۔''

[صحیح البخاری: 7507، صحیح مسلم: 2758/29]

8 سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم! جب تک تُو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے بخشش کی اُمید رکھے گا، میں تمھیں معاف کرتا رہوں گا، خواہ تمہارے گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں، ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے اَبر (کناروں) تک پہنچ جائیں پھر تُو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تمھیں معاف کر دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، ابن آدم! اگر تُو زمین کے بھرنے کے برابر گناہ کر کے میرے پاس آئے لیکن تُو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں اتنی ہی مقدار میں مغفرت لے کر تیرے پاس آؤں گا۔''

[سنن الترمذی: 3540، وسندہٗ صحیحٌ]

9 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' سب سے آخر میں

داخل ہونے والا آدمی وہ ہوگا جو ایک بار چلے گا ایک بار منہ کے بل گرے گا اور ایک بار آگ اُسے جھلسے گی، جب وہ اس (آگ) سے گزر جائے گا تو وہ اُس کی طرف مڑ کر کہے گا، بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے بچالیا اور اللہ نے مجھے وہ چیز عطا فرمادی جو اُس نے اگلے اور پچھلوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی، اُسے ایک درخت دکھایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: رب جی! مجھے اس درخت کے قریب کردے تا کہ میں اِس کے سائے سے سایہ حاصل کرسکوں، اِس کے (پاس چشمے کے) پانی سے پانی پی سکوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ابنِ آدم! شاید کے میں وہ تجھے عطا کردوں تو پھر تم اِس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ کروگے؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! نہیں، اللہ تعالیٰ اس سے وعدہ لیں گے کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا، رب تعالیٰ (سوال کرنے پر) اسے معذور سمجھے گا، کیونکہ وہ انسان ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرے گا، جنہیں دیکھ کر وہ صبر نہیں کرسکے گا، وہ اس کو درخت کے قریب کردے گا تو وہ اس کے سائے سے سایہ حاصل کرے گا اور اس کے (چشمے) سے پانی پیے گا، پھر اسے ایک اور درخت دکھایا جائے گا جو پہلے سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہوگا، وہ عرض کرے گا: رب جی! مجھے اس درخت کے قریب کردے تا کہ میں اس (چشمے کے) پانی سے پیاس بجھاسکوں اور اِس کے سائے سے سایہ حاصل کرسکوں، میں اس کے علاوہ تجھ سے اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا، اللہ فرمائے گا: ابنِ آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ مجھ سے کوئی اور چیز نہیں مانگے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہوسکتا ہے کہ میں تجھے اس کے قریب کردوں، مگر پھر تو مجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور چیز مانگ لے گا، وہ اللہ سے اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہ مانگنے کا وعدہ کرلے گا جب کہ اس کا ربّ اسے (دوبارہ سوال کرنے پر) معذور سمجھے گا کیونکہ وہ ایسی نعمتوں کا مشاہدہ کرے گا جنہیں دیکھ کر اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہوجائے گا، وہ اس کو اس کے قریب کردے گا تو وہ اس کے سائے سے سایہ حاصل کرے گا اور اس کے (چشمے) سے پانی پی لے گا پھر جنت کے دروازے پر اسے ایک اور درخت دکھایا جائے گا جو سابقہ دونوں درختوں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوگا۔ یہ عرض کرے گا: رب جی! مجھے اس درخت کے قریب کردے تا کہ میں اِس کے سائے سے سایہ حاصل کرسکوں اور اِس کے (پاس چشمے کے) پانی سے پانی پیوں، پھر میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں کروں گا، اللہ فرمائے گا: ابنِ آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ مجھ سے کوئی اور چیز نہیں مانگے گا، وہ عرض کرے گا: رب جی! بالکل ٹھیک ہے بس یہ خواہش پوری فرما

دے، میں اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا، اس کا رب اسے معذور سمجھے گا، پھر وہ ایسی نعمتوں کا مشاہدہ کرے گا جنہیں دیکھ کر وہ صبر نہیں کر سکے گا، وہ اس کے قریب کر دے گا۔ جب اسے قریب کر دیا جائے گا تب وہ اہلِ جنت کی آوازیں سنے گا تو عرض کرے گا، رب جی! مجھے اس میں داخل فرما دے، وہ فرمائے گا: اے ابنِ آدم! کونسی چیز (چاہنے کے بعد) تو مجھ سے سوال کرنا ترک کرے گا؟ کیا تو راضی ہو جائے گا کہ میں دنیا کے برابر اور اس کی مثل مزید تجھے عطا کر دوں؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! کیا آپ مجھ (گنہگار) سے مذاق فرماتے ہیں جبکہ آپ رب العالمین ہو؟'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس دیے اور فرمانے لگے: کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اسی طرح (یہ بات بیان فرماتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنسے تھے، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب العالمین کے ہنسنے کی وجہ سے۔ جب اس شخص نے کہا تھا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے جبکہ تُو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا بلکہ میں جو چاہوں، اس کے کرنے پر قادر ہوں۔''

[صحیح مسلم:187/310]

10 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھی ہیں جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے کیا نہیں تو اللہ اسے اپنے پاس اس کے حق میں ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اگر وہ اس کا ارادہ کرے اور اسے کر بھی لے تو اللہ اسے اپنے پاس اس کے حق میں دس گناہ سے سات سو گناہ اور اس سے بھی بڑھا کر لکھ لیتا ہے اور جو شخص برائی کرنے کا ارادہ کرے لیکن اسے کرے نہیں تو اللہ اسے اپنے پاس اس کے حق میں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے، لیکن وہ اگر اس برائی کا ارادہ کرے اور اسے کر گزرے تو اللہ اسے اس کے حق میں ایک ہی برائی لکھتا ہے۔''

[صحیح البخاری:6491، صحیح مسلم:131/207]

11 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اگر مومن کو اللہ کے عذاب کا پتا چل جائے تو کوئی بھی اس کی جنت کی اُمید نہ رکھے اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کا پتا چل جائے تو کوئی اس کی جنت سے نا اُمید نہ ہو۔'' [صحیح البخاری:6472، صحیح مسلم:2755، واللفظ لہٗ]

12 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ان میں سے ایک رحمت جنوں، انسانوں، حیوانوں اور زہریلے جانوروں میں اُتاری جس کے ذریعے وہ باہم شفقت و رحمت کرتے ہیں، اسی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے پر شفقت کرتا ہے، جبکہ اللہ نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھی ہیں جن کے ذریعے وہ روزِ قیامت اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا''
[صحیح البخاری:6000، صحیح مسلم:2752، واللفظ لہٗ]

13 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے، ان قیدیوں میں سے ایک عورت تھی، جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا، وہ دوڑتی پھر رہی تھی، جب وہ قیدیوں میں کوئی بچہ پاتی تو اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگاتی اور اسے دودھ پلاتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''کیا تم گمان کر سکتے ہو یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟'' ہم نے عرض کیا: نہیں، اگرچہ وہ اسے پھینکنے پر قادر بھی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اپنے بندوں پر اس عورت سے بھی زیادہ مہربان ہے، جتنا یہ اپنے بچے پر مہربان ہے۔'' [صحیح البخاری:5999، صحیح مسلم:2754]

14 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: جنت والو! وہ عرض کریں گے: ہمارے رب! ہم حاضر ہیں تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے اور ہر قسم کی خیر و بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے، وہ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: رب جی! بھلا ہم کیوں راضی نہ ہوں گے جبکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا، وہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے: رب جی! اس سے بہتر چیز کون سی ہے؟ وہ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی دائمی رضامندی عطا کرتا ہوں اور میں اس کے بعد تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔'' [صحیح البخاری:6549، صحیح مسلم:2829/9]

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کس قدر محبت کرتا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق بہت ہی خوبصورت ہے، بندہ جب اپنی بے بسی کا اعتراف کر لے، دُعا میں اپنے آپ کو ہلا کر رکھ دے تو اللہ تعالیٰ کبھی اس کی دُعا کو ردّ نہیں فرمائے گا۔ نیز ایسا کرنے سے اُس کے دل کو سکون نصیب ہوگا۔